ہندی ادب سے

مہاشویتا دیوی

کہانی جاری ہے...

ترجمہ: عذرا مناظ

فلیٹ۔9، 11A، تانتی بگان روڈ، کولکاتہ۔700014، موبائل:9007890326

ایک سو چھبیس برس قبل (۱۸۵۵ء) بیر بھوم کا ایک علاقہ ۔ نام لال پور۔ یہاں کی مٹی سرخی مائل، جیسے خون آلود۔ موسم بہار میں پھول بھی کھلتے تو سرخ انگارے۔

لال پور کے اس علاقے کو بڑا گاؤں کہنا مناسب ہوگا۔ یہیں گاؤں کے زمیندار 'مدن رائے' کا ایک بڑا سا ایک منزلہ مکان ہے۔ مکان کے سامنے تالاب، بگان اور ایک بڑا سا شیو مندر۔ مندر کا گھنٹہ بہت اونچائی پر تھا۔ زینہ چڑھ کر پوری طاقت سے اُس زنجیر کو ہلانا پڑتا جس میں کہ وہ گھنٹہ بندھا ہوا تھا۔

۱۸۵۵ء سے قبل آدی باسی بھڑک اُٹھے ۔ بھڑکتے بھی کیوں نہیں؟ سارے مہاجن اور زمیندار انہیں بیوقوف بنانے میں جٹے ہوئے تھے۔ 'بدھنی' ایک بوڑھی آدی باسی تھی، سر کے بال چاندی جیسے سفید۔ مدن رائے زمیندار اسے دودھ ماں کہہ کر بلایا کرتا۔

مدن رائے کے پیدا ہوتے ہی اس کی ماں چل بسی تھی۔ ننھا سا بچہ بغیر ماں کے دودھ کے بھلا زندہ کیسے رہ پاتا؟ لہٰذا بچے کی دادی نے بدھنی سے کہا:

''اے لڑکی! تو اسے دودھ پلا کر اس کی جان بچا۔ حالانکہ تو ایک جنگلی اور نیچ ذات ہے، تیرا دودھ پینے سے اس کی ذات باقی نہ رہے گی مگر یہ ساری باتیں بعد میں دیکھی جائیں گی۔''

بدھنی بچے کو لے کر چلی گئی اور اُس کا دودھ پی کر بچہ جب ایک سال کا ہوگیا، تب اس کی دادی اسے واپس لے آئی مگر بدھنی اس گھر پہ 'دودھ ماں' کے نام سے پکاری جانے لگی۔

۱۸۵۵ء میں آدی باسی بغاوت شروع ہوگئی۔ آدی باسیوں نے کہا:

''بہت سہن کرلیا ہم نے۔ کتنے ظلم ڈھائے ہیں تم لوگوں نے۔ ہم بیس سے زیادہ گنتی نہیں جانتے بابو، بھادوں کے مہینے میں تم سے پانچ کلو چاول لیا تھا مدن بابو اور تم نے کہا تھا اگہن پوس کے مہینے میں بیس کلو چاول واپس کرنا۔ چاول واپس کرنے گیا تو نائب زمیندار نے زمین پر سارے چاول ڈال کر کہا یہ ہوئے پانچ سیر اور یہ ہوئے دس سیر۔ ہم رندھے گلے سے بولے: بابو! بیس سیر بولو، نائب نے کہا: لائے ہو پانچ سیر اور بیس سیر بولوں۔ دوڑ کر گھر گیا تمام غلہ دھان، چاول، دال، سرسوں لاکر پہاڑ جیسا ڈھیر لگا دیا، تب بھی نائب نے کہا نہیں بیس سیر نہیں ہوئے۔ اس وقت میں نے پوچھا: بابو! کیا اُدھار وصول نہیں ہوئے۔ اس نے کہا نہیں۔''

''بابو مدن بابو! آدی باسی دودھ ماں کے بیٹے ہو تم، تم کہہ رہے ہو نہیں اُدھار وصول نہیں ہوئے اور جب اُدھار وصول نہیں ہوئے تو اس کاغذ پر اپنے انگوٹھے کا نشان دوں۔ معصومیت سے سوال کیا انگوٹھے کا نشان دینے سے کیا ہوگا بابو؟ جتنے دنوں تک اُدھار وصول نہ ہوں گے ہماری زمین پر کاشت کاری کرنی پڑے گی اور تمھاری زمین پر مشقت کرتے کرتے نہ جانے کب ہماری زمین، تمھاری زمین ہوگئی۔''

''اسی طرح کے نہ جانے کتنے ظلم سہے ہیں ہم نے، جن کا کوئی انت نہیں۔ تبھی تو ہم نے خود کو 'باغی' اعلان کردیا۔ زمیندار، مہاجن، پولیس سبھی کو ہٹائیں گے، رکاوٹ ڈالنے والوں کے سر کاٹ ڈالیں گے، اپنے کھیت، زمین، چاول، دھان اب نہیں دیں گے، تمھارے غلام بن کر اب نہیں رہیں گے۔ تمھاری زبان نہیں سمجھتے، اس لیے نئے قانون دکھا کر نیا ظلم! اب اور ظلم نہیں سہیں گے۔''

ہزاروں آدی باسی تیر، تلوار، برچھی، بھالا لے کر آمادۂ جنگ ہوگئے۔ جم کر لڑائی ہوئی۔ اونچی ذات والوں کو ڈر اور خوف نے گھیر لیا۔

'لال پور' میں آدی باسیوں کا سردار بدھنی کا لڑکا 'بھیم مرمو' تھا۔

ماں سے بولا: ''ماں! مدن کو ختم کردیں گے۔''

''کیا؟ ایک دم سے ختم کردے گا؟''

''اِدھر اُدھر جب سب کو مار رہے ہیں، اس کو چھوڑنا ٹھیک نہیں ہوگا۔''

''جب تُو نے ارادہ کر ہی لیا ہے، تب میں اور کیا بولوں؟ بول! ہاں اگر پرانے دنوں کا واسطہ دے کر جان کی بھیک مانگے تو؟''

''بھیک نہیں دوں گا۔''

''بھیم! میرا دودھ تو اُس نے بھی پیا ہے۔ اگر وہ زندگی خیرات میں مانگے تو اس کی زندگی بچانا بھی تو میرا دھرم ہے۔ بول، ہے کہ نہیں تو ہی بول۔''

''ماں! یہ گول مول باتیں مت کر۔ چل، نیتا کے پاس چلتے ہیں۔''

نیتا پروہت کو کہتے ہیں۔ دس گاؤں کے نیتا بوڑھے 'بھیرب سورن' بولے:

''آدی باسیوں کا ایک ہی دھرم ہے۔ مدن رائے اگر بدھنی کے پاؤں پکڑ کر زندگی خیرات میں مانگے، تب اس کی زندگی اور موت بدھنی کے ہاتھ ہے۔''

''وہ کیسے؟''

''تو بھیم کی ماں ہے۔ تیری ایک عزت ہے۔ تُو اگر سختی سے یہ کہہ دے: نہیں بچہ! زندگی تو میں تمہیں نہیں بخش سکتی۔ تب وہ مرا۔''

''اور اگر 'ہاں' بول بیٹھی تو؟''

''تب تو اُسے زندگی بخشنی پڑے گی۔''

''ہاں تُو مت کہنا بدھنی۔ بہت بُرا آدمی ہے وہ۔''

''ٹھیک ہے 'ہاں' نہیں کہوں گی۔ کسی بھی قیمت پر ہاں نہیں کہوں گی۔''

یہی جملہ رٹتے رٹتے بدھنی گھر واپس گئی۔ دوسرے ہی دن صبح صبح مدن دوڑتا ہوا آیا۔ بدھنی کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا:

''نائب کو بیچوں بیچ بازار میں کاٹ ڈالا ماں۔ واقعی نائب بہت شیطان تھا۔ تمہاری ذات برادری کو بیوقوف بنا کر سود لیا کرتا تھا مگر ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔ ماں! ماں، پیدائش کے وقت تم نے ہی جان بچائی تھی۔ ایک بار پھر جان بچالو ماں۔''

بدھنی رٹا ہوا جملہ سب بھول گئی۔ اس نے کہا:

''تمہاری جان اگر ہم بچائیں گے تو کیا میرا لڑکا بھیم مجھے معاف کر دے گا؟''

''ماں! مجھے بچالو ماں۔ جو بولوگی، وہی کروں گا۔''

''نائب تو سود لیتا تھا ظلم کرتا تھا اور تُو، تُو کیا کرتا تھا؟ تیرے ہی بل پر تو نائب بدذاتی کیا کرتا تھا۔''

''سود کے سارے پیسے واپس کر دوں گا۔ کاغذات تو میرے گلے کا پھندا ہیں۔ کاغذات جلا ڈالوں گا۔''

''زمین وغیرہ جو تُو نے لیا ہے؟''

''سب واپس کر دوں گا۔ ساری چیزیں واپس کر دوں گا۔''

نائب کے سر کو برچھی سے چھلنی کر کے بھیم کے دَل واپس آ گئے۔

''نائب گیا، بڑا ڈنک تھا وہ، بہت بڑا ڈنک۔ اب زمیندار کی باری ہے۔ اسے کاٹوں گا۔ وہ بھی ایک بڑا ڈنک ہے۔''

بدھنی چیخ کر بولی: ''نہیں ی ی ی ی.....''

بھیم بولا: ''چھی چھی ماں! تُو نے ہاں کہہ دیا۔'' (اس کی زندگی بخش دی)

''ہاں، میں نے 'ہاں' کہہ دی رے بھیم!''

''ماں!.....'' ایک جھٹکے سے ہٹا کر۔

''اس شیطان کا سر تو میں ابھی جھکا سکتا ہوں لیکن ماں..... تُو تو میری ماں ہے، تیری بات رکھنا میرا دھرم ہے۔ اب میں کیا کروں ماں؟''

''نائب تو اصل شیطان نہیں۔ وہ تو غلام تھا۔ اس کو جو چلاتا تھا 'اُس نے تو تجھ سے زندگی مانگ لی۔ ہونہہ! تیری اس حرکت سے میرا سینہ پھٹا جا رہا ہے ماں!''

بھیم! میری بات سن۔ تم سب بھی سنو۔ تم لوگ اس کے گھر خالی کروا دو۔ سودی کاغذات جلا ڈالو۔ اپنے دھان، چاول سب واپس لے لو۔ زمین کھیت سب ہمارے ہوئے۔ بس فقیر بنا کر اسے چھوڑ دو، مگر جان سے مت مارو.....''

''تُو جو کہتی ہے، سب کروں گا ماں۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہوا ماں۔ کوبرا کی کمر توڑ کر کوئی اسے یونہی زندہ چھوڑ دیتا ہے۔ اس کی تو جان ختم کر دیتا ہے۔''

دوسرے سارے آدی باسی کہنے لگے: ''جو ہونا تھا، سو تو ہو گیا۔ اب چل کر توڑتے ہیں اُس بدذات کی کمر۔''

بھیم نے مدن رائے اور اس کے سارے کنبے کو باہر راستے پر کھڑا کر دیا۔ گائے، بچھڑا، دھان، چاول سب لے کر گھر کو آگ لگا دی اور (دل میں) کہا: ''کاغذات جلانے سے کیا وہ زیر ہوگا؟ مکان ہی جلا ڈالیں۔ پاپ کا گھر آگ میں جلے۔''

مدن رائے اور اس کے پریوار سے بولا: ''جاؤ، جاؤ۔ جہاں جانا ہے، چلے جاؤ۔ رکو گے تو مرو گے کسی نہ کسی کے ہاتھ۔ تمہیں دیکھ کر ماں کی بات میں بھول جاؤں گا۔''

''اگر ایک بیل گاڑی مل جاتی تو.....؟'' مدن رائے بولا:

''جاؤ جاؤ، پیدل جاؤ۔''

''ہماری کمر میں ڈوری باندھ کر شہر کے کوتوال میں کیسے گھسیٹا کرتے تھے۔''

سیاہی پتے چہرے اور سر کو جھکائے مدن رائے بڑھا۔

بھیم بھیشن گرج کر بولے:

''رک جاؤ۔ کیا بولتے ہو؟ ماں کے پاؤں چھوؤ۔''

''چھوتا ہوں۔''

''قدموں پر سر رکھ کر کہو اب کوئی بے ایمانی نہیں کروں گا۔ پولیس لے کر نہیں آؤں گا۔''

''وعدہ کرتا ہوں کوئی بے ایمانی نہیں کروں گا۔''

''اب جاؤ (بیٹا)۔''

ایک لات بھیم نے پیچھے سے مارا۔ لڑکھڑاتے اور پھر اُٹھ کر دوڑتے ہوئے مدن رائے نے گاؤں چھوڑ دیا۔

آدی باسی گاؤں میں سبھی کام کاج قانون اور اُصول کے مطابق تھے۔

''ضعیفی اور بڑھاپے میں تم سے جتنی کاشت ہو سکے کرو ماں۔ اب ہم لوگ لڑائی کے لیے نکلتے ہیں اور ہاں ماں، تمہارے اوپر ایک ذمہ داری ہے۔''

''کیسی ذمہ داری؟''

''شہر سے آنے کا راستہ ہے لال پور۔ ہمارے لڑکے اسی جنگل کے چاروں اطراف رہیں گے۔ سپاہی آئیں یا زمیندار کے لاؤلشکر، گھنٹہ بجادینا۔ اگر خود بجا نہیں سکی تو کسی سے کہہ کر گھنٹہ بجوادینا۔''

''سکوں گی رے، ضرور سکوں گی۔''

بھیم اور اس کے ساتھی ہتھیار سے لیس 'مارو، مارو' کی صدا لگاتے ہوئے چل دیے۔ ''یہی اصل بغاوت ہے۔ خون میں بہت دم ہے۔ زمیندار نہیں، مہاجن نہیں۔ اب ہم ہی سب ہیں۔'' باغیوں کے ساتھ لال پور کے سبھی لوگ دھان کے کھیت میں دوڑ پڑے۔ ''اب فصل اُگا کر سکھ اور شانتی پائیں گے۔'' سال سال بھر فصل اُگا کر مدن رائے کے گلّے میں ڈال دینا پڑتا تھا۔ اب جس جس کی جتنی فصل ہو، اپنے گلّے میں اُٹھائے گا۔ بہت سکھ اور بڑی شانتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر فصل کے بعد تہوار منائیں گے۔ ناچ رنگ، کھانا پینا سبھی ہوگا۔ بغاوت کی آگ میں سارے پاپ جل جائیں گے۔ پھر امن ہی امن ہوگا آدی باسی بستی میں۔

مدن رائے کا گھر بہت دنوں تک یونہی پڑا رہا۔ اس کے بعد برسات کی بارش شروع ہوئی۔ ساری زمین ہری سبز گھاس سے ڈھک گئی۔ آسمان کالے بادلوں سے ڈھکا ہوتا۔ طوفانی بادوباراں میں نوجوان، بیچ بیچ میں جنگل چھوڑ کر گاؤں میں آکر رہنے لگے۔ کھانے کے لیے سوّر یا ہرن مار کر لے آتے یا کبھی کبھی جنگلی جامن۔ اسی طرح کی ایک بارش کی دوپہر بدھنی اپنی بہن سے ملنے گاؤں کے دوسرے سرے پر گئی۔ بہن نے بدھنی سے کہا: ''کچھ دیر یہیں رکو۔ دونوں مل کر گپ شپ کریں اور کھائیں پئیں گے۔'' شام ہوتے ہی بدھنی گاؤں کو روانہ ہوئی۔ ایک چھوٹے سے ٹیلے سے گزر کر جلد گاؤں پہنچا جاسکتا تھا۔ بدھنی اسی ٹیلے پر چڑھ گئی۔ اسی سے اس نے مدن رائے اور دیگر چھ لوگوں کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا۔ بدھنی ٹیلے سے کچھ نیچے اتر کر گھاس کے گچھے کو سختی سے پکڑ کر سینے کی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ ٹیلے کی اس جانب سے ان لوگوں کی باتیں صاف سنی جاسکتی تھیں۔

''ہاں ہاں، بھیم اور اس کے ساتھی جوان پاکوڑ کی طرف گئے ہیں۔''

''ٹھیک کہہ رہے ہو تو؟''

''بالکل.....''

''تقریباً سبھی۔''

''ان میں سے کئی ایک کو پکڑ کر پھانسی دیں گے۔''

''پھر تمہیں بخشش دیں گے صاحب لوگ۔''

''تم بخشش لوگے تو؟''

''کیوں نہیں لوں گا۔ میں ہی تو تم لوگوں کو راستہ دکھا کر لایا ہوں۔''

''لڑاکو تو نہیں ہیں وہاں؟''

''نہیں نہیں! اب کوئی نہیں رہتا۔ بس چند بوڑھے بوڑھیاں، کچھ لڑکیاں اور بچے۔''

''بھیم کے ہوتے ہوئے کوئی نہیں ہے؟''

''باغی نیتا کے رشتہ داروں کو پکڑوانے پر موٹی رقم ملے گی۔''

بھیم کی ماں ہے نا! بے وقوف آدی باسی مجھے دودھ بیٹا کہتی ہے۔ اُسی کو پکڑ لینا۔''

بدھنی چپ چاپ ٹیلے سے اُتری، جانوروں کی مانند گھاس کے جنگل سے ہوتے ہوئے چلتی گئی۔ ''کسی طرح بھی پہنچنا ہے مندر میں۔ گھنٹہ بجانا ہی پڑے گا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو بہتر ہوتا، لیکن یہ کوئی دوسرا نہیں 'مدن رائے' ہے۔ مدن رائے کو بچا کر آج اس مصیبت میں پڑی ہوں۔ گھنٹہ بجانے کی ذمہ داری بھی مجھ اکیلی کی ہے۔ (وہ) تو بھیم کی ماں ہے۔ اور بھیم باغی نیتاؤں کا سردار ہے۔''

''بدھنی! کیا تو سکے گی؟'' (اس کے دل میں خیال آیا)

بدھنی شیو مندر پہنچ گئی۔ سیڑھی چڑھ کر زنجیر پکڑ کر لٹک گئی جس سے گھنٹہ بندھا تھا۔ اس کے جسم کے وزن سے بادل اور ہوا کی طرح گھنٹہ بجتا رہا اور زنجیر ہلتی رہی۔ لڑکے دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ ''گھنٹہ کیوں بجا؟ کیوں بجا گھنٹہ؟''

جھولتے جھولتے بدھنی بولی: ''پہلے مجھے اُتارو۔''

لڑکوں نے اسے اُتارا۔

''تیر اُٹھالو، تلوار نکال لو، تیار ہو جاؤ۔ گھوڑا چڑھ کر مدن رائے آرہا ہے۔ مجھے پکڑا کر بخشش لے گا۔ گاؤں میں کوئی جوان نہیں۔ بس بوڑھے بوڑھیاں ہیں یہ سوچ کر آرہا ہے۔ جاؤ تم لوگ، کتنے ہو تم سب؟''

''تُو دیکھ بدھنی ماں، ہم سب تیرے دس لڑکے ہیں۔''

لڑکے سب دوڑ پڑے۔ بدھنی پاس ہی چھپ گئی۔ چھپتے چھپتے بولی: ''دودھ بیٹا کو پہلے مارنا۔ سب سے پہلے۔''

ان میں سے ایک ہنسی دبا کر بولا: ''بدھنی ماں! تیرا دھرم کہاں گیا؟''

بدھنی پھسپھسا کر بولی: ''دھرم کا کام کرنے کو ہی تو کہہ رہی ہوں۔ ہول مہا کا دھرم ہمارے پُرانے دھرم سے بھی بڑا ہے۔ پہلے نہیں سمجھی تھی۔''

مدن رائے دکھائی پڑا۔ لڑکوں نے تیر سنبھال لیا۔

''ہول مہا ہے یہ ہول مہا.....'' (بڑا ڈنک ہے یہ سب سے بڑا ڈنک)

بدھنی ہول مہا کی کہانی تو سمجھ نہ سکی۔

ہاں ہمیشہ کی کہانی بن گئی۔

سچی تاریخ اسی لال پور کی دھرتی میں لکھی ہے۔

◆◆◆

◆◆◆